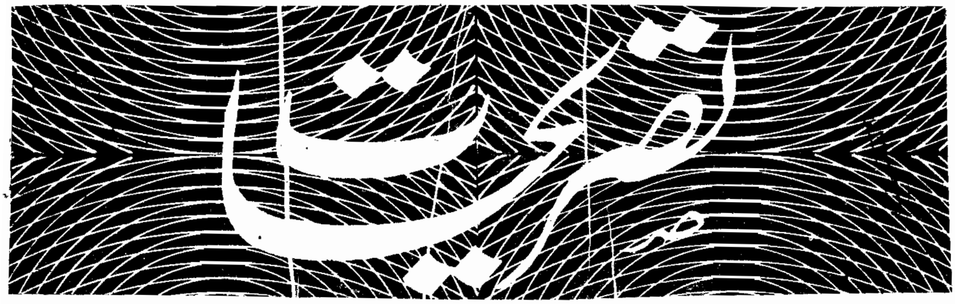

ہم نے گزشتہ شمارے میں خدشہ ظاہر کیا تھا کہ ماہ محرم میں غیر مستند نام نہاد علماء، اسکالرز اور پیشہ ور واعظین وذاکرین کی وجہ سے فتنہ وفساد کا اندیشہ لاحق ہے۔ اس لئے کڑی نگاہ رکھنی چاہیئے اور ایسے افراد کی سرگرمیوں کا سدباب کرنا چاہیئے۔ ہماری اس بات پر حالیہ واقعات اور کشیدگی نے مہر تصدیق ثبت کردی ہے کہ چند نام نہاد دینی اسکالرز کی بعض باتوں کو بہانہ بناکر ملک وملت کا نہ صرف مالی نقصان کیا گیا بلکہ کئی قیمتی جانیں بھی ضائع کردی گئی ہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ یہ ہنگامے اور فسادات فرقہ وارانہ نہیں تھے بلکہ صرف اور صرف تخریبانہ اور مفادانہ تھے۔ ان میں شیعہ سنی میں سے کسی کا ہاتھ نہیں تھا بلکہ کسی تیسرے مفاد پرست گروہ کا خفیہ ہاتھ ان فسادات میں کارفرما تھا۔

قائد اہلحدیث حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ان فسادات پر اخبارات سے خصوصی گفتگو میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا

"لاہور میں ہنگامے سوچی سمجھی سکیم کے تحت کرائے گئے ہیں تاکہ نئے مارشل لاء کی فضا ہموار کی جاسکے۔ جو کچھ لاہور میں ہوا وہ عام لوگوں کے لئے غیر متوقع تھا مگر جو لوگ ملک کے حالات پر نظر رکھتے ہیں، ان کے لئے غیر متوقع نہیں تھا۔ محرم کے دوران لاہور میں فرقہ وارانہ کشیدگی بالکل نہ تھی اور دسویں محرم تک فضا پرسکون تھی اور نہ ہی اس کو کسی مسلک کے کسی عالم دین نے اسکو تسلیم کیا ہے بلکہ حکومت اور انتظامیہ کی جانب سے خود یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ یہ ہنگامہ چالیس پچاس لڑکوں نے کیا ہے۔ ہم بھی حکومت کی اس بات کی تائید کرتے ہیں، واقعی ہنگامہ کرنے والوں کی تعداد اتنی ہی تھی لیکن وہ لڑکے ہر علاقے کے لئے نئے

لوگ تھے اور جہاں یہ لڑکے نہیں پہنچ سکے وہاں ان کا کردار پولیس افسروں نے ادا کیا۔

ان ہنگاموں کے پیچھے ملک کے طاقتور گروہ کا ہاتھ کارفرما ہے جو دنیا پر اور اندرون ملک یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ پولیس ملک کا نظام نہیں چلا سکتی اور فوج کی مداخلت ناگزیر ہے"

اور اگر یہ بات غلط ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو حکومت ایم آر ڈی کے پورے کے پورے جلوس کو اغوا کر سکتی ہے اور کروا سکتی ہے، سفید لباس میں ملبوس کمانڈوز جلوسوں کا رُخ پھیر سکتے ہیں کیا وہ حکومت، وہ انتظامیہ اور وہ کمانڈوز ان چالیس پچاس لڑکوں کے مقابل اتنے عاجز آ چکے تھے کہ ان کا کسی جگہ مقابلہ نہ کر سکے۔ اگر ایسا ہے تو پھر بھی حکمرانوں کو حکومت کرنے کا حق نہیں اور اقتدار ایسے لوگوں کے سپرد کر دینا چاہیئے جو ایسی صورت حال کا مقابلہ کر سکیں۔

ان ہنگاموں کے بعد بلا وجہ کرفیو نافذ کیا گیا اور فوج طلب کی گئی۔ اس فوجی کرفیو کے باوجود پولیس کو بھی استعمال کیا گیا اور اس انداز سے کیا گیا کہ اس محکمے سے عوام کی نفرت میں اضافہ ہو، کرفیو پاس کے باوجود پاس رکھنے والوں سے بدسلوکی کی گئی۔ نصوصاً صحافی حضرات سے ناروا رویہ رکھا گیا، اور یہ سب کچھ پولیس سے کروایا گیا تاکہ صحافی حضرات پولیس کے روایتی رویے اور بے جا تشدد کی پرزور مذمت کریں اور انتظامیہ کے خلاف ایک فضا ہموار کریں۔ جبکہ فوجی نوجوانوں کو ان تمام امور سے الگ رکھا گیا جن کا عوام سے تعلق تھا، اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ پولیس سے فوج منتظم اور با اخلاق ہونے کی حیثیت سے بہرحال بہتر ہے اور ملک میں فوج کے بغیر امن بحال نہیں ہو سکتا۔

ہمارے اس نظریے کی تائید ملک کے دوسرے علاقوں کی صورت حال سے بھی ہوتی ہے سندھ کے ہنگامے اور بدامنی کے مظاہرے، سرحد کے دھماکے، بلوچستان کے اغوا اور فسادات اور ملک میں چوری، ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں، ان تمام میں روز بروز اضافہ اور انتظامیہ کی ان پر معذوری اور ناکامی۔ نظریہ پاکستان اور

پاکستان کے خلاف سیاسی لیڈروں کو کھل کھیلنے کی اجازت اور ان کی حد سے بڑھی ہوئی عزت و توقیر اور اس کی وجہ سے عوام کو اشتعال دلانا۔ شریعت بل کی صورت میں مذہبی حلقوں میں اختلافات کو فروغ دینا۔ حکومت کے زیر سرپرستی اس کی مخالفت اور حمایت میں مظاہرے کروانا یہ سب باتیں ہمارے نظریے کی تائید کرتی ہیں کہ ایک خاص گروہ ملک میں جمہوریت کی راہ روکنے اور مارشل لاء کو نافذ کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

جبکہ یہ امر واقعہ ہے کہ ملک کسی نئے مارشل لاء کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پہلے ہی مارشل لاؤں نے ملک کا ستیاناس کر کے رکھ دیا ہے۔ اس لئے محب وطن عناصر کو آگے بڑھنا چاہیئے اور اس سازش کو ناکام بنانے کے لئے عملی کردار ادا کرنا چاہیئے۔

عوام کو باہمی اختلاف اور انتشار میں مبتلا کرنے کا ایک خاص ہتھکنڈہ شریعت بل ہے۔ حکومت کے اشاروں پر کام کرنے والے افراد نے اس بل کو تمام تر نقائص اور ملک و ملت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہونے کے باوجود کفر اور اسلام کی جنگ بنا کر رکھ دیا ہے۔ ٹھوس اور مثبت، پالیسی رکھنے والوں کی با دلائل مخالفت کو خلاف اسلام قرار دیکر مخالفین کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جا رہا ہے اور ان کے ایمان اور اسلامی محبت پر کھل کر شک کا اظہار کیا جا رہا ہے' اور یہ صورت حال اس سیاسی تنظیم نے شروع کر رکھی ہے جو فرقہ واریت کے خلاف نعرہ بلند کر کے لوگوں کو اپنے دام ہمرنگِ ارض میں پھانستی ہے اور اسلام پر اجارہ داری کی عملی مدعی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس جماعت کی وجہ سے فرقہ بندی ختم ہونے کی بجائے زیادہ ہوئی ہے' بلکہ یہ فرقہ واریت پر تشدد ہونے کی وجہ سے ملک و ملت اور اسلام و مسلمانوں کے لئے نازک صورت اختیار کر گئی ہے۔

اس جماعت سے قبل چند فرقے تھے جو صرف تحریر اور تقریر کی حد تک تھے لیکن اس جماعت نے تو گولی کی زبان استعمال کی ہے اور تعصب اس حد تک برتا ہے کہ اکثر حق والوں کو بھی اپنا حق اس وجہ سے حاصل نہیں کرنے دیا کہ وہ اس جماعت کے افراد نہ تھے۔

اس جماعت کا وطیرہ یہ ہے کہ ہر وہ فرد جو اس جماعت میں شامل ہے وہ خواہ

کیسی ہی غیر شرعی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہو اچھا ہے، اور جو اس جماعت میں شامل نہیں وہ فرشتہ صفت ہونے کے باوجود برا ہے۔ نیز اس جماعت نے اپنے علاوہ افراد کے لئے "پیدائشی مسلمان" اور فرقہ پرست" کی اصطلاحات گھڑ رکھی ہیں۔

گزشتہ دنوں اس جماعت کے امیر نے اپنے ایک بیان میں حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر کا نام لے کر جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ایمان اور اسلام کے متعلق واضح الفاظ میں شک کا اظہار کیا ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ جمعیت اہلحدیث پاکستان ملک و ملّت کے مفاد اور اتحاد کے لئے، باہمی انتشار پھیلانے والے شرعی بل کی دلائل کے ساتھ مخالفت کر رہی ہے اور جمعیت کی طرف سے ثابت کیا گیا ہے کہ شرعی بل کے لئے کی جانے والی تمام تر کوششیں ملک و ملّت کے لئے انتہائی ضرر رساں ہیں اور اس کی وجہ سے افتراق و انتشار کا خدشہ ہے اور اس کے لئے کئے جانے والے مظاہرے حکمرانوں کے اشاروں پر ہو رہے ہیں اور یہ صرف الزام ہی نہیں بلکہ ثابت شدہ ہے اور خود حمایتی افراد اس کا اقرار کرتے ہیں۔

یہ تمام تر جدوجہد شریعت کے لئے نہیں بلکہ حکومت، پارٹی سیاست کے استحکام کے لئے ہے۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ علامہ صاحب اور جمعیت اہلحدیث کے موقف کا دلائل سے جواب دیا جاتا لیکن انسانیت اور تہذیب کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر جھوٹے ہتھکنڈوں پر اتر آنا کسی بھی طرح صحیح اور مناسب نہیں۔

موصوف نے اس طرح کی زبان استعمال کر کے ثابت کر دیا ہے کہ فرقہ واریت کے خلاف نعرہ بلند کرنے والی یہ جماعت اور اس کے تمام "حمایتی" فرقہ ورانہ فضا ہموار کر رہے ہیں اور خود سب سے بڑے فرقہ وار ہیں۔

"اسلامی جمہوریہ پاکستان" کی موجودہ حکومت ایک طرف تو بلند بانگ اسلامی نظام کے نفاذ کی داعی ہے اور دوسری طرف اسلامی احکامات و شعائر کا کھلم کھلا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ موجودہ حکومت کے اسلامی دعوے کی ایک اور عملی تصویر ملاحظہ فرمائیے

ایک اخباری اطلاع کے مطابق پنجاب یونیورسٹی نے امتحان دینے والی طالبات کے لئے امتحان گاہ کے اندر برقع پہننے پر پابندی عاید کردی ہے اور خلاف ورزی کرنے والی طالبات کو غیر قانونی ذرائع استعمال کرنے کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔

یہ حکومت کی ایک اور کوشش ہے اپنے دعووں کو پورا کرنے کی۔ جو حکومت کھل کر اس طرح کے خلاف اسلام احکامات کو جبراً منوانا چاہے وہ اسلام کے لئے کتنی مخلص ہو سکتی ہے ؟ یہ دراصل نوکرشاہی کی مسلم خواتین کو مایوس کرنے کی ایک اور کوشش ہے ورنہ نقل مارنے کے لئے (موجودہ دور میں) چھپ کر کاروائیاں کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں تو سب کے سامنے پرچے حل کروائے بلکہ کئے جاتے ہیں اور پھر پرچے حل ہونے کے بعد جس طرح نمبر لگوائے جاتے ہیں، جعلی اسناد لی جاتی ہیں وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

برقع پہننے والی طالبات غیر قانونی افعال کی مرتکب نہیں ہو سکتیں۔ اگر نقل وغیرہ کا سدباب کرنا ہے تو ان آزاد خیال طلبا و طالبات کا خیال رکھنا چاہیئے جو ممتحین حضرات سے خصوصی تعلقات قائم کرتے ہیں۔

بہانے بنانے سے اسلامی نظام کے خواہشمندوں کو مایوس اور پریشان کرنا کسی بھی طرح صحیح نہیں نہ ملک و ملت کے حق میں اور نہ ہی موجودہ حکمرانوں اور نوکرشاہی کے حق میں۔

(شفیق پسروری)